پینے کے لئے پانی نہ ملا۔ کبھی کھانے کے لئے درختوں کے پتوں پر گزارا کیا۔ کئی کئی دن فاقہ کشی میں گذارے۔ بستر پر خواب ان کے لئے محض ایک خواب اور قصۂ پارینہ سے کم نہ تھا۔ تاآں کہ اپنی منزل شہادت کو پالیا ؎

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
شرطِ اول قدم آں ست کہ مجنوں باشی

مولانا حبیب الرحمٰن حقانی شہید
عرف مولانا فتح اللہ حقانی

ابھی مولانا احمد گل حقانی کا خون تازہ ہی تھا کہ کاروانِ کشتگانِ عشق اور رجال سپاہیانِ راہ خدا میں ایک اور فرد کا اضافہ ہوا۔ ابھی ان کی جدائی کا زخم ہرا ہی تھا کہ اسی نوع کا دوسرا انتہائی المناک و کرب انگیز سانحہ قضا و قدر اور کلک تقدیر کے فیصلے کے مطابق ظہور پذیر ہوا۔ یہ سانحہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن حقانی عرف مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا ہے ؎

جو رکے تو کوہِ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے
رہِ یار تجھے قدم قدم ہم نے یادگار بنا دیا

آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں ۱۶ ر شوال ۱۳۸۹ھ کو فارم داخلہ پُر کیا

نام۔ مولوی حبیب الرحمٰن ۔ ولدیت عبدالرحیم

مقام۔ فخری۔ ڈاک خانہ وزی۔ تھانہ وزی۔ تحصیل گردیز۔ ضلع پکتیا۔ صوبہ خوست۔ ملک افغانستان

یہاں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

بیضاوی شریف۔ حسامی۔ تصریح۔ شرح چغمنی۔ اقلیدس۔ شرح عقائد۔ خیالی۔ ہدایہ آخرین۔ تلویح توضیح۔ مسلم الثبوت۔ مختصر المعانی۔ شرح نخبۃ الفکر۔ اور دورۂ حدیث شریف مکمل۔ ۱۳۹۲ھ میں آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوتے عازم محاذِ جنگ ہوئے۔ مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی دونوں حضرت مولانا جلال الدین حقانی کے دست و بازو تھے۔ ان سے آپ مشورہ لیتے۔ اور ان کی رائے کو اولیت حاصل تھی۔ تنظیمی اور دفتری امور میں بھی مولوی فتح اللہ کو کافی دخل تھا۔ مسلح جہاد کے دوران آپ نے دہریوں اور کمیونسٹوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا۔ قلعہ باڑی میں جو پاکستانی حد کے قریب ہے۔ وہاں پر آپ نے مولانا جلال الدین صاحب حقانی کی زیر قیادت دشمن پر بھرپور حملہ کیا۔ جس میں دشمن کے کافی افراد موت کے گھاٹ اتار دئیے۔ علاوہ ازیں اسلحہ کا بہت سا ذخیرہ ان کے ہاتھ لگا جس میں دو ٹینک صحیح و سالم تھے۔ اسی طرح ڈبگی قلعہ جس میں بہت سے روسی اور کارملی مورچہ بند تھے۔ شہید

موصوف مولانا جلال الدین اور مولانا ارسلا خان کی معیت میں اس قلعے پر حملہ آور ہوئے۔ مالِ غنیمت جس میں دو بکتر بند گاڑیاں بھی تھیں کے علاوہ دشمن کے کافی سپاہی لقمۂ اجل بن گئے۔ جاج میدان میں ایک نہایت ہی سخت اور محفوظ مورچہ پر آپ نے حملہ کیا جس میں آپ بری طرح محصور ہوگئے۔ لیکن تائید ایزدی اور نصرت خداوندی نے آپ کو صحیح و سالم رکھا۔ قلعہ میں جتنے بھی فوجی تھے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اور ان کے اسلحہ خانہ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی میں ان کا ایک نڈر اور سر فروش ساتھی پیر حضرت زرمان نے جام شہادت نوش کیا۔

گذشتہ ماہ رمضان میں اسی طرح ایک معرکہ کے دوران آپ کی آنکھ شدید زخمی ہوگئی۔ آنکھ تو بچ گئی لیکن اس کی نظر بحال نہ ہوسکی۔ اس کے بعد آپ حج بیت اللہ شریف تشریف لے گئے۔ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد جب آپ دوبارہ محاذ جنگ پر تشریف لے گئے۔ تو آپ کے ساتھی مولانا احمد گل حقانی کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔ آپ نے اپنے عزم و ہمت کے کوہِ گراں ساتھی کے جنازہ میں شرکت کی۔ اس کے دل کی کیفیت کیسی تھی۔ اس پر اس وقت کیا بیت گئی ہوگی۔ جب اپنے سفر و حضر محاذ جنگ اور گوریلا زندگی کی صعوبتوں کا ساتھی اس نے اپنے ہاتھوں سے آغوش قبر میں اتارا۔ ؎

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دِوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری

مولانا احمد گل صاحب شہید کی تجہیز و تکفین کے بعد آپ دوبارہ محاذ جنگ تشریف لے گئے۔ اب کے بار آپ دشمن کے لئے شعلہ جوالہ بن گئے۔ اپنے شہید ساتھی کے خون آلود چہرہ نے آپ کے لہو میں حدت و حرارت پیدا کی۔ اور سر سے کفن باندھ کر ایک نئے جذبے، نئے شوق اور نئے ولولے کے ساتھ مجاہدین کا ایک جیش پر طیش لے کر حملہ آور ہوئے ؎

زندگی آ تجھے قاتل کے حوالے کر دوں
مجھ سے یہ خونِ تمنا نہیں دیکھا جاتا

بروز جمعہ مورخہ ۱۲ ستمبر کو آپ لالیزہ کے محاذ پر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی بھی تھے۔ کہ دشمن کی طرف سے تھری مارٹر کی گولہ باری شروع ہوئی۔ ایک گولہ آپ اور آپ کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی پر لگا۔ جس سے دونوں موقعہ پر ہی شہید ہوگئے۔ جب ان دونوں کی شہادت کی خبر میران شاہ پہنچی تو تمام علاقے میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ ہر چہرہ پژمردہ اور ہر سو غم و اندوہ کا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔

الٰہی ایسی تو سنسان نہ تھی ہجر کی رات
دور تک قافلۂ صبح کے آثار نہیں

مجاہدین نے ان دونوں کی لاشوں کو بکسوں میں بند کئے ۔ اور وہاں سے تدفین کے لئے میراں شاہ لائے ۔ جوں ہی یہ بکس نمودار ہوئے ۔ آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا ۔ زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اور ان کے سرفروشانہ کارناموں کا تذکرہ تھا ۔ ہر آنکھ ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھی ۔ لیکن چونکہ ان کو چوٹیں سروں پر آئی تھیں ۔ اس لئے لوگ ان کے دیدار سے محروم رہے ۔ نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں عوام و خواص اور علماء و مشائخ نے شرکت کی ۔ مولوی فتح اللہ شہید کے بھائی مولانا عبدالرحمن نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ اس کے بعد یہ دونوں میراں شاہ کے قبرستان شہداء میں سپرد کر دیے گئے ۔ جہاں مولانا احمد گل حقانی کی روح استقبال کے لئے موجود تھی ۔ ہفت روزہ تکبیر کے مدیر محترم مولانا فتح اللہ حقانی کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں ۔

"صوبہ پکتیا میں حالیہ روسی حملہ کے نتیجے میں مولوی احمد گل کے بعد ایک اور عظیم کمانڈر مولوی فتح اللہ شہید ہو گئے ۔ مولوی فتح اللہ بھی بیژان ہی میں شہید ہوئے ہیں ۔ جہاں مولوی احمد گل نے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا ۔ واضح رہے کہ صوبہ پکتیا جو افغانستان میں جہاد کی شدت کے اعتبار سے نمایاں حیثیت کا مالک ہے ۔ اپنے دامن میں ہزاروں شہداء کے لہو کی خوشبو بسائے ہوئے آج بھی روسیوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہا ہے ۔

یہ صوبہ اس اعتبار سے ممتاز حیثیت کا مالک ہے کہ افغانستان میں جہاد کا آغاز ہی اس سے ہوا تھا ۔ یہ سردار داؤد کا دور تھا ۔ جب شعائر اسلام کا کھلے عام استہزاء کیا جانے لگا ۔ اور کمیونزم کو بحیثیت ایک نظام کے قبول کرنے کی سرعام باتیں ہونے لگیں ۔ صوبہ پکتیا ہی سے ردعمل کے طور پر جہاد میں شرکت کا آغاز ہوا ۔ مولانا جلال الدین حقانی ان تمام معاملات کی رہبری کے فرائض انجام دے رہے تھے ۔ ان کے ساتھیوں میں تین افراد بہت نمایاں تھے ۔ پہلے مولوی احمد گل شہید ۔ دوسرے مولوی فتح اللہ شہید اور تیسرے مولوی نظام الدین عرف مولوی طور جو بحمد اللہ اسران مرکز کے عمومی کمانڈر ہیں ۔ جو درہ ستہ کنڈو پر واقع ہے ۔

مولوی فتح اللہ شہید کی عمر تقریباً ۴۵ سال تھی ۔ ابتدائی تعلیم افغانستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی ۔ اور اس سلسلہ میں قندہار اور غزنی کے دینی مدرسوں سے استفادہ کیا ۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے اکوڑہ میں واقع دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے ۔ اور بقیہ تعلیم کی تکمیل یہیں کی ۔ سردار داؤد کے دور میں جب مولانا جلال الدین حقانی نے عملی جہاد کا آغاز کیا تو مولوی فتح اللہ ان کے شانہ بشانہ شریک تھے اور تمام معاملات میں ان کے معاون خصوصی کے فرائض انجام دے رہے تھے ۔

حقانی صاحب کی غیر موجودگی میں مولوی فتح اللہ شہید یا مولوی احمد گل ہی کو تمام معاملات کی نگرانی اور مسائل

کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ مولوی فتح اللہ شہید نے ذہرڑک۔ کنڈو۔ سٹ کنڈو۔ زرمت۔ گردیز۔ خوست۔ گوگن۔ لیژاں۔ باڑی اور دیگر بے شمار مقامات پر روسیوں کے خلاف جہاد میں بنفسِ نفیس حصہ لیا اور کئی معرکوں کی براہِ راست کمان بھی کی۔

ژوار مرکز کی تعمیر کے لئے جو ٹیم بنائی گئی تھی۔ مولوی فتح اللہ اس کے اہم ترین رکن تھے انہوں نے ہی گردیز کے پورے علاقے کا سروے کیا۔ اور موجودہ جگہ کا بحیثیت اس مرکز کے انتخاب کیا۔ جو آج افغانستان کا سب سے بڑا اور بفضل تعالیٰ سب سے مضبوط مرکز ہے۔

مولوی فتح اللہ حقانی مجاہدین کے درمیان انتہائی واجب الاحترام حیثیت کے مالک تھے۔ انتہائی کم گو دیکھنے میں مرنجان مرنج حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزمِ حق و باطل میں فولاد کی طرح سخت وہ ایسے مجاہد اور عالمِ دین تھے۔ کہ جن کے روز و شب آہ سحر گاہی اور نالۂ نیم شبی میں گزرے تھے۔ دبلے پتلے اور درمیانی قد کے اس عظیم مجاہد کا جسم اپنے اندر بڑی توانا روح رکھتا تھا۔ موٹے موٹے شیشوں سے جھانکتی ہوئی ان کی بڑی اور روشن آنکھیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنے مخاطب کا دل موہ لیتی تھیں۔ ہر فرد سے ملتے وقت اپنی بائیں کشادہ کرکے اسے سینے سے لگاتے۔ اور دیر تک اس کا حال احوال پوچھتے۔

۳ ستمبر جمعہ کا روز تھا۔ جو دو روز قبل فریضۂ حج کی ادائیگی سے واپس لوٹے تھے۔ لیژاں کے مرکز پر واقع ایک بلند مورچے میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ جن میں سعید خیل کے علاقے کے کمانڈر شاہ معین اور میراں شاہ میں مجاہدین کے دفتر انچارج مولوی صالح محمد (طالب محمد فانی) شامل تھے۔ جنگی حکمت عملی کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ بمباری پوری شدت سے جاری تھی۔ اور قریب ہی واقع دشمن کی چھاؤنی اور اس کے حملہ آور کنوائے سے ٹینکوں، توپوں اور مارٹر کی گولہ باری سے پہاڑوں کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو رہی تھیں۔ مولانا فتح اللہ بمباری کی شدت سے بے نیاز اپنے سامنے پورے علاقے کا نقشہ پھیلاتے مجاہدین اور دشمنوں کی پوزیشنوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ ناگہاں MM107 مارٹر توپ کا ایک گولہ عین مورچے میں آ گرا۔ اور مولوی فتح اللہ اپنے دو عظیم ساتھیوں کے ساتھ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا طالب محمد حقانی شہید

اب کاوشِ محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے
اک تو ہی تو سرمایۂ خونیٔ جگراں تھا

آپ نے دس سال کا طویل عرصہ دارالعلوم حقانیہ میں گزارا۔ مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ کو فارم داخلہ پُر کیا۔ نام